حدیثِ رسول کا قرآنی معیار

صلی اللہ علیہ وسلم

علمِ حدیث کی اہمیت عظمت اور اقسام کا قرآنِ کریم سے محققانہ ثبوت

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

ادارہ اسلامیات

۱۹۰ - انارکلی ○ لاہور

حدیثِ رسولؐ

کا

قرآنی معیار

علمِ حدیث کی اہمیت و عظمت اور اقسام کا قرآنِ کریم سے محققانہ ثبوت

رشحۂ قلم

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی لاہور

ہے تو بیان تعیین کیا جائے گا اگر آیت کا پیش کردہ حکم مقدار کے لحاظ سے
مبہم ہے جسے حدیث نے مشخص کیا ہے تو بیان تقریر کہا جائے گا۔ اگر آیت
کے کسی اجمال کو حدیث نے کھولا اور پھیلایا ہے تو بیان تفصیل ہوگا اگر آیت
کے کسی چھوڑے ہوئے مضمون مثلاً کسی قصہ کے ٹکڑے کو یا دلیل کے کسی مقدمہ
کو حدیث نے اس کے ساتھ ملا دیا تو بیان الحاق کہا جائے گا، اگر آیت کے
حکم کی وجہ حدیث نے ظاہر کی ہے تو بیان توجیہ کہا جائے گا، اگر آیت کے
کسی کلیہ کا کوئی جزیہ حدیث نے ذکر کر دیا ہے تو بیان تمثیل ہوگا، اگر حکم آیت
کی علت حدیث نے واضح کی ہے تو بیان تعلیل کہا جائے گا، اگر کسی قرآنی،
حکم کے خواص و آثار حدیث نے کھولے ہیں تو بیان تاثیر کہا جائے گا، اگر کسی
حکم آیت کی حدود حدیث نے واضح کی ہوں تو بیان تحدید کہا جائے گا، اگر
کسی عام کا کوئی فرد مشخص کر دیا ہو تو بیان تخصیص کہا جائے گا، اگر آیت کے
کسی جُزیہ کے مشابہ کوئی جزیہ کسی مشترک علت کی بنا پر حدیث نے پیش کیا ہو
تو بیان قیاس کہا جائے گا، اگر آیت کے کسی اصول کلی سے حدیث نے
کوئی جزیہ مستنبط کر کے پیش کیا ہے تو بیان تفریع کہا جائے گا اور اگر قرآن
کے کسی جزیہ سے حدیث نے کوئی کلیہ اخذ کر کے نمایاں کیا ہو تو بیان استخراج کہا
جائے گا وغیرہ وغیرہ جن کی مثالیں طول کے خیال سے نقل نہیں کی گئیں، غرض
حدیث نبوی قرآن کا بیان ہے اور بیان کی مختلف انواع ہیں جو نوعیت مضامین

کے لحاظ سے مشخص ہوتی ہیں اور انہی کی مناسبت سے اس بیان کا نام اور عنوان
مشخص ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کا مابینی ربط اور اسکا فہم

اب یہ کام مجتہد یا راسخ فی العلم کا ہے
کہ سنت کے ان بیانات کی نوعیت
کا پتہ چلا کر اسی کے مناسب اس بیان کو کتاب اللہ کی طرف رجوع کر دے
اور اس بیان کو اس سے ماخوذ ثابت کر دے مگر اس میں نہ ہر کس و ناکس کا فہم
معتبر ہے نہ ہر ایک کو یہ علمی قوت حاصل ہے کہ وہ کتاب و سنت کے مابینی
علاقہ اور رابطہ کا پتہ چلا کر اس پر حکم لگائے یہ کام ارباب استنباط اور اصحاب
تفقہ و اجتہاد کا ہے کہ وہ اس غامض علم پر بتوفیق خداوندی مطلع ہوں اور عوام
علماء کو مطلع کریں۔

حدیث بحیثیت حجت مستقل

بہر حال جس قدر بھی حدیثی احکام ہیں وہ در حقیقۃ
قرآن ہی سے ماخوذ اور اسی کا بیان ہیں البتہ
ان کی خاص نوعیت کی وجہ سے ان میں دو جہتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک جہت
تابع قرآن ہونے کی ہے سو اس جہت سے اس کا نام بیان قرآن ہوگا گو اس
بیان اور قرآن کا درمیانی واسطہ دقیق ہو اور بغیر عمیق علم کے ہر ایک پر نہ کھلے
دوسری جہت اس کی تشریع احکام کی ہے اس کی رو سے حدیث ایک مستقل
مصدر تشریع اور شریعت کی حجت مستقلہ ثابت ہوگی اس لئے جن نصوص سے حدیث

کا بیان ہونا واضح ہوتا ہے ان سے تو حدیث کی تابعیت اور فرعیت کی شان نمایاں کی گئی ہے اور جن نصوص سے حدیث مصدر تشریع ثابت ہوتی ہے ان سے اس کے احکام کو مثل احکام قرآن بتلا کر حدیث کا قرآن کے مماثل حجت شرعیہ ہونا واضح کیا گیا ہے جیسے حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا ہے ۔

الا انی اوتیت القرآن ومثله معه	خبردار رہو کہ مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل بھی دیا گیا ہے ، (ابوداؤد)

اور فرمایا گیا ۔

وانما حرم رسول الله کما حرم الله ۔	اور تحقیق رسول اللہ نے بعض چیزیں حرام کی ہیں جیسے اللہ نے حرام کیں ۔

اس سے تشریعی طور پر حدیث کی استقلالی شان واضح کی گئی ہے رہا یہ پہلو کہ بعض وہ احکام جو احادیث میں ہیں اور قرآن میں نہیں جیسے مقدام بن معدی کرب کی حدیث میں آپ نے حجیت حدیث اور اس کی مستقل تشریعی شان کو نمایاں کرتے ہوئے فرمایا کہ حمار اہلی کی حرمت قرآن میں نہیں اسے رسول اللہ نے حرام کیا ہے یا درندوں کے گوشت کی حرمت کلام اللہ میں نہیں کلام رسول، میں ہے وغیرہ وغیرہ جن سے حدیث کی نہ صرف مستقل شان تشریع ہی قرآن سے الگ ہو کر ثابت ہوتی ہے بلکہ بظاہر بعض احکام کا قرآن سے علاقہ بھی ثابت نہیں ہوتا جو بظاہر حدیث کے بیانِ قرآن ہونے کے منافی اور سابقہ دعوی کے خلاف

ہے جس میں تمام احادیث کے بیانِ قرآن ہونے کا ادعی کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ یہ روایت اور یہ احکام حدیث بھی بیانِ قرآن ہونے سے نہیں نکل سکتے کیونکہ اس قسم کی روایات کے احکام گو جزوی طور پر کسی خاص آیت پر نظر نہ پڑیں مگر وہ کلی طور پر آیت کے ذیل کے بیان ثابت ہوں گے جسے قرآن نے ایک مستقل اصول کی حیثیت سے بیان فرما دیا ہے ۔

ما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا ،	جو رسول لا کر دیں اس کو لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ ۔

پس اس قسم کے تمام احکام جن کو اللہ کے رسول نے مشروع فرمایا ہے درحقیقت اس مذکورہ آیت کا بیان واقع ہو رہے ہیں جس میں رسول کو خود احکام دینے کی ہدایت دی گئی ہے اور تشریع رسول کو تشریع الٰہی کے متوازی قرار دیا گیا ہے گویا اوپر کی دو ذکر کردہ حدیثیں درحقیقت اس آیت کا بیان واقع ہو رہی ہیں اور اس طرح حدیث نبوی کے دیئے ہوئے مستقل احکام سب اسی آیت کے نیچے آ کر بیانِ قرآن ثابت ہو جائیں گے ۔ چنانچہ سلف صالحینؒ اور صحابہ کرامؓ ایسے مستقل حدیثی احکام کو اسی آیت کی رو سے قرآنی احکام اور بیان قرآن کہتے تھے سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بڑھیا نے کہا کہ آپؓ، گودھنے والی عورت پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ قرآن میں گودھنے کی ممانعت کہیں بھی نہیں ہے ۔ فرمایا کاش تو قرآن پڑھی ہوتی ، کیا قرآن میں یہ آیت نہیں ہے

کہ جو رسول لاکر دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ کہا ہاں یہ تو ہے، فرمایا کہ بس اسی کی رو سے رسول نے داشمہ (گودھنے والی) پر لعنت کی اور اس فعل قبیح سے روکا، تو یہ حکم رسول اس آیت کا بیان ہو کر قرآنی حکم ہو گیا یا جیسے امام شافعیؒ نے ایک بار حرم مکہ میں بیٹھ کر علمی جوش میں فرمایا کہ آج میں ہر سوال کا جواب قرآن سے دوں گا، تو کسی نے حرم میں قتل زنبور (تتیا مارنے) کا حکم پوچھا کہ قرآن میں کہاں ہے؟ (جو امام شافعیؒ کا مذہب ہے)، فرمایا آیت، ما آتاکم الرسول سے۔ تو حکم رسول کا ماننا واجب نکلا اور حدیث اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر، میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتدا کرو، سے سیدنا حضرت ابو بکر و سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حکم کا ماننا واجب نکلا، اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یقتل الزنبور فی الحرم (حرم میں تتیا، بھڑ، ڈی ماری جاسکتی ہے)، اس لئے یہ قتل زنبور کا حکم بیک واسطہ آیت، ما آتاکم الرسول، کا بیان ثابت ہو کر قرآنی حکم ثابت ہوا۔

بہر حال حدیث کی دو جہتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک بیان قرآن ہونے کی جو اس کے تفریعی ہونے کی دلیل ہے، اور ایک اس کے مستقل حجت ہونے کی جو حجتی رشتہ سے گو بیان قرآن بھی ہو مگر جلی طور پر وہ حکم رسول اور حکم حدیث ہے جو حجیت میں اس کے مماثل قرآن ہونے کی جہت ہے۔ اس لئے حدیث میں ان دو پہلوؤں کے لحاظ سے دو شانیں پیدا ہو جاتی ہیں، ایک اصل ہونے کی اور ایک فروع

ہونے کی، سو وہ قرآن کے لحاظ سے تو فرع مانی جاوے گی کہ وہ اس کا بیان ہے اور تابع اصل ہوتا ہے اور اجتہادی فقہوں کے لحاظ سے اصل مانی جاوے گی۔ کہ احکام اس سے ماخوذ بھی ہیں اور اس سے شرح شدہ بھی ہیں۔ اس طرح، حدیث ایک برزخ کبریٰ ثابت ہوئی جو قرآن سے علم لیتی ہے اور فقہ کو دیتی ہے۔ اگر حدیث درمیان میں نہ ہو تو فقہ کا کوئی جوڑ براہِ راست قرآن سے نہیں لگ سکتا، اور مفہوم بھی نہیں ہو سکتا۔

قرآن اور فقہ کیساتھ حدیث کا ربط

اسی بنا پر امت میں حدیثِ نبویؐ کی جو اہمیت تسلیم کی گئی ہے وہ کسی علم کی نہیں کیوں کہ وہ قرآن کی تو تفسیر ہے اور فقہ کا متن ہے اس لئے حدیث کے بغیر نہ قرآن حل ہو سکتا ہے نہ فقہ بن سکتا ہے اس لئے املاء حدیث کی، مجلسیں اور حدیث سنانے کی محفلیں جس دھوم دھام سے اسلامی حلقوں میں منعقد ہوئیں دنیا کی کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی کہ اپنے رسول کے، کلام کو اس تحفظ اور تیقظ کے ساتھ کسی قوم نے محفوظ کر دکھایا ہو، اور اس سے نوع بنوع مسائل اور شرائع اور علوم کا استنباط کیا ہو۔ حدیث کے بارے میں یہ دھوم دھام درحقیقت قرآن فہمی کی دھوم دھام تھی اور ساتھ ہی ساتھ فقہ سازی کی دھوم دھام بھی تھی جو فقہ، قرآن و حدیث کے اجمالات کی، تفصیل اور کتاب و سنت کے تخم سے نکلا ہوا ایک شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑ